گاڑی کا حادثہ اوراس کا شرعی حکم

بسم الله الرحمن الرحیم

استفتاء

گاڑیوں کے حادثات کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب حامدا ومصلیا

حادثات کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں، ذیل میں چند قواعد لکھے جاتے ہیں، جس سے ایکسیڈنٹ کی مختلف صورتوں کی وضاحت ہوجائیں گی۔

الاصل:" ان المرور فی طریق المسلمین مباح بشرط السلامة فیمایمکن التحرزعنه."

(شرح مجلةالاحکام:مادہ: ۹۳۲)

عام راستہ سے گزرنا ایسی چیزوں کے ساتھ جن میں بچاؤ ممکن ہو سلامتی کے ساتھ مباح ہے۔

الاصل:"المباشر ضامن وان لم یتعمد."

(مجلةالاحکام العدلیة:مادہ: ۹۲)

براہ راست کام کرنے والا ضامن ہے اگرچہ قصداً عمل نہ کرے۔

الاصل:"الجواز الشرعی ینافی الضمان."

کسی فعل کا جائز ہونا ضمان کے منافی ہے۔

الاصل:"المباح المطلق لایکون سببا لوجوب الضمان."

(مبسوط: ج:۲۷،ص: ۲۵)

مباح مطلقا کسی چیز کو واجب کرنے کا سبب نہیں ہوتا ہے۔

الاصل :المباشرةتحصیل الفعل بدون تخلل فعل المختار بینه وبین فعله.

الاصل:ان السیارة اکبح من الدابة تمسکا.

مذکورہ بالا قواعد کی روشنی میں ہم چند مسائل تفریع کرتے ہیں:

☆ دو گاڑیوں کا آپس میں ٹکر کسی آسمانی طوفان (بادوباران) کی وجہ سے ہوجائے۔

اس صورت میں کسی پر ضمان عائد نہیں ہوگا، کیونکہ آسمانی آفت اور ناگہانی پریشانی دور کرنے پر ڈرائیور قدرت نہیں رکھتا ہے۔

"وان الدابة اذاوطئت بیدها اورجلها وهو راکبها،یضمن ولو فی ملکه لان هذا مباشرة یضاف

التلف الیٰ تسییرہ وعدم ضبطه الااذا جمحت بحیث لیس فی امکانه رد"

(شرح مجله:ماده: ۹۴)

"ولو نفرت الدابة من الرجل او انفلتت منه فمااصاب فی فورها ذلک فلا ضمان علیه ،لقوله علیه السلام :العجماء جبار ،ای البهیمة جرحها جبار لانه لاصنع فی نفارهاوانفلاتها ولایمکن الاحتراز عن فعلها ،فالمتولد لایکون مضمونا."

(بدائع : ج:۷،ص:۲۷۳)

(الفتاوی الھندیة: ۶/۵۰)

☆ گاڑیوں کا تصادم ہوجائیں، جب کہ گاڑیوں کی رفتار معتاد (عادت کے مطابق) ہو۔

☆ گاڑیوں کا حادثہ ہوجائے، ڈرائیور نے معتاد رفتار کے باوجود گاڑی کے پرزوں کی چیک اپ کی ہو۔

ان دونوں صورتوں میں ضمان دونوں ڈرائیوروں پر عائد ہوگا۔ڈرائیور اگرچہ قصوروار نہیں ہے، تاہم بوجہ مباشر کے ضامن ہوگا۔(المباشر ضامن وان لم یتعمد)

"واذاصطدم الفارسان،وقتل کل منھماصاحبه فان کان خطاء فان کانا حرین یجب علی عاقلة کل منھمادیة صاحبه .وھذا استحسان."

(الفتاوی الھندیة: ۶/۸۷)

☆ گاڑیوں کا تصادم ہوجائے، جس میں ایک گاڑی حد رفتار سے تیز چلتی ہوں۔

☆ گاڑیوں کا تصادم ہوجائے، قصوروار ڈرائیور نے معتاد رفتار کے باوجود گاڑی کے پرزوں پر نظر ثانی نہ کی ہو۔

پہلی صورت میں حد رفتار سے زائد چلانے والا ضامن ہوگا۔ کیونکہ تعدی اس کی طرف سے ہے۔

دوسری صورت میں گاڑی کے پرزوں پر نظر نہ کرنا اور غفلت سے کام لینے والا ضامن ہوگا۔

"وان اصطدمت سفینتان فغرقتا ،ضمن کل واحد منھما سفینة الاخرومافیھا ،ھکذا اطلق کثیر من الاصحاب قال المصنفؒ وغیرہ محله اذا فرط .قال الحارثی:ان فرط ضمن کل واحد سفینة الاخر ومافیھا وان لم یفرط فلاضمان علیٰ واحد منھما.....وان کانت احداھما منحدرة فعلی صاحبھا ضمان المصعدة ،الا ان یکون غلبة الریح ،فلم یقدر علیٰ ضبطھا ......قال :فی المغنی:ان فرط المصعد بان امکنه

العدول بسفينة والمنحدر غير قادر ولامفرط ،فالضمان على المصعد لانه المفرط"

(الانصاف للمرداوی، ج:۶،ص:۳۴۴)

"محل هذالتفصيل اذاكان الاصطدام بفعلهما ،او لم يكن وقصر افی الضبط او سيرا فی ريح شديد ،فان حصل الاصطدام بغلبة الريح فلاضمان على الاظهربخلاف غلبة الدابة ......فان الضبط ممكن باللجام ونحوه.....

وان تعمد احدهما او فرط دون الاخرفلكل حكمه."

(مغنی المحتاج، ج:۴،ص:۹۳)

"قال ابوالحسن:مسئلة السفينة والفرس علىٰ ثلثة اوجه:ان علم ان ذلک من الريح فی السفينة وفی الفرس من غير راكبة ،فهذا ضمان عليهم ،اويعلم ان ذالک من سبب النواتية فی السفينة ،ومن سبب الراکب فی الفرس ،فلااشكال انهم ضامنون،وان اشكل الامرحمل فی السفينة على ان ذلک من الريح وفی الفرس انه من سبب راكبه."

(مواهب الجليل، ج:۶،ص:۳۴۳)

☆ گاڑی سائیڈ میں کھڑی تھی، پیچھے سے کسی اور گاڑی سے دھکا لگنے سے چلتی گاڑی سے تصادم ہو جائے۔ اس صورت میں ضمان ڈرائیورز پر نہیں آئے گا، بلکہ متسبب (جس نے دھکا دیا) پر تاوان عائد ہوگا۔

"اقبل رجل بجاريةمن القادسية فمرعلى رجل واقف على دابة فنخس الرجل الدابة فرفعت رجلها فلم تخطئى على الجارية فرفع الى سلمان بن ربيعة الباهلی،فضمن الراكب ،فبلغ ذلک ابن مسعود،فقال:على الرجل انما يضمن الناخس."

(مصنف عبدالرزاق : ج:۹،ص:۴۲۳)

"سئل الامام ابوالفضل الكرمانی:سكران جمح به فرسه فاصطدم انسان ،فمات اجاب:ان كان لايقدر على منعه فليس بمسيير له فلايضاف سيره اليه ،فلايضمن ،قال : وكذا غير السكران اذالم يقدر على المنع"

(مجمع الضامانات للبغدادی :ص:۱۸۹)

"ومن سار على دابة فی الطريق،فضربها اونخسهافنفخت رجلا اوضربته بيدهااونفرت

فصدمته فقتلته کان ذلک علی الناخس دون الراکب.هو المروی عن عمر وابن مسعود رضی الله عنهما

ولان الراکب والمرکب مدفوعان بدفع الناخس فاضیف فعل الدابة الیه کانه فعله بیده

ولان الناخس متعد فی تسبیبه ،والراکب فی فعل غیرمتعد فیترجح جانبه فی التغریم للتعدی ،حتی لوکان واقفا دابته علی الطریق یکون الضمان

علی الراکب والناخس نصفین لانه متعد فی الایقاف ایضا.

وان نفحت الناخس کان دمه هدر لانه بمنزلة الجانی علی نفسه ......ولو کانت وثبت بنخسه علی رجله او وطئه فقتلته کان ذلک علی الناخس دون الراکب ،کمابیناه.“

(الهدایة مع فتح القدیر، ج: ۹،ص:۲٦۷)

☆ چلتی گاڑی کے سامنے ایک شخص اچانک آجائے۔

اس صورت میں ڈرائیورقصوروارشمارنہ ہوگا،بشرطیکہ گاڑی روکنااس کے قابو میں نہ ہو۔

”ولوجاء راکب خلف سائر فصدمه فعطب الجانی ،لاضمان علی السائر ....کذا فی السفینتین ،کذا فتاوی قاضیخان.“

(الفتاوی الهندیة: ٦/۸۸)

☆ گاڑی میں سواروں کی دیت کس کے ذمہ ہے؟

گاڑی میں سب سواریوں کی دیت ڈرائیور کے ذمہ ہوگی۔

”وان اصطدمت سفینتان فغرقتا ،<u>ضمن کل واحد منهما سفینة الاخرومافیها</u> ،هکذا اطلق کثیر من الاصحاب قال المصنفؒ وغیره محله اذا فرط .قال الحارثی:ان فرط ضمن کل واحد سفینة الاخر ومافیها وان لم یفرط فلاضمان علیٰ واحد منهما.....وان کانت احداهما منحدرة فعلی صاحبها ضمان المصعدة ،الا ان یکون غلبة الریح ،فلم یقدر علیٰ ضبطها ......قال :فی المغنی:ان فرط المصعد بان امکنه العدول بسفینة والمنحدر غیرقادر ولامفرط ،فالضمان علی المصعد لانه المفرط“

(الانصاف للمرداوی، ج: ٦،ص: ۲۴۴)

☆ کیا کفارہ قتل میں تداخل ہوسکتا ہے؟

ایک جنس کے کفارات میں تداخل (سب کا ایک حکم) ہونے کی وجہ سے بھی صرف ایک ہی کفارہ لازمی ہے۔

"اذا اجتمع امران من جنس واحد ولم یختلف مقصودهما دخل احدهما فی الاخر غالبا."

(الاشباہ: ص: ۱۳۲)

☆ کیا کفارہ فوراً آدا کرنا ہوگا؟

کفارہ فوراً آدا کرنا چاہیے، تاہم تراخی (بعد میں دینا) سے گناہگار نہیں ہوگا۔

"والثانیة: ان الکفارات کلها واجبة علی التراخی هوالصحیح من مذهبنا."

(بدائع الصنائع: ج:۴، ص: ۲۵۱)

☆ اگر کسی اور نے کفارہ آدا کیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

کسی اور کا اپنی طرف سے تبرعاً کفارہ آدا کرنا صرف کھانا کھلانے میں درست ہے۔ تاہم غلام آزاد کرنا یا روزے رکھنے سے کفارہ آدا نہیں ہوگا۔

"ولوتبرع عنه ورثته جازعنه فی الاطعام والکسوة .....ولایجوز ان یعتقوا عنه لان التبرع بالاعتاق عن الغیرلایصح ،ولا ان یصوموا عنه لانه عباده بدنیةمحضة فلاتجری فیه النیابة."

(بدائع الصنائع: ج:۴، ص: ۲۵۱)

☆ کیا کفارہ (تحریر رقبہ، اور روزے رکھنا) میں اختیار ہے یا ترتیب لازمی ہے؟

کفارہ میں ترتیب لازمی ہے۔

"ومنها العجز عن التحریرعینا فی الانواع الثلثة شرط لوجوب الصوم فیها....فلایجب الصوم مع القدرة علی التحریر."

(بدائع الصنائع: ج:۴، ص: ۲۵۳)

☆ اگر تحریر رقبہ (غلام آزاد کرنا) پر قادر نہیں تھا اور روزوں کے درمیان قادر ہوا تو کیا حکم ہے؟

روزہ رکھنے کے دوران غلام آزاد کرنے پر قادر ہوا تو از سر نو کفارہ آدا کرنا پڑے گا۔

"اذاایسر قبل الشروع فی الصیام اوقبل تمامه فقدقدر علی المبدل قبل حصول المقصودبالبدل فیبطل البدل،وینتقل الامر الی المبدل."

(بدائع الصنائع: ج: ۴، ص: ۲۵۴)

☆ سب سواریوں کی الگ الگ دیت دینی پڑے گی، یا اس میں تداخل ہوسکتا ہے؟

دیت میں تداخل نہیں ہوسکتا ہے، سب کی الگ الگ دیت دینی ہوگی۔

"وان القته میتا،فماتت الامۃفدیة فی الام،وغرۃ فی الجنین لماتقرر ان الفعل یتعدد بتعدداثرہ......."

(الدرالمختار، کتاب الدیات: ۱۰/۲۵۲)

کمااذارمیٰ فاصاب شخصا ،ونفذمنه الی آخر فقتله،فانه یجب علیه الدیتان اذاکانا خطاء

(ردالمحتار، کتاب الدیات: ۱۰/۲۵۲)

"رجل ضرب بطن امرئة فالقت جنین احدهمامیت ،والاخر حی،فمات الحی بعدالانفصال من ذلک الضرب کان علی الضارب فی المیت منهما الغرۃ ،وفی الحی الذی مات دیة کاملة."

(فتاویٰ قاضیخان: کتاب الجنایات: ص: ۳۵۶)

اگر مقتول کے ورثہ نے دیت سے کم مقدار پر صلح کی، جب کہ ان میں بچہ بھی ہو، تو کیا یہ صلح درست ہے؟

مذکورہ بالا عنوان کے تحت دو صورتیں بنتی ہیں:

ورثہ دیت سے کم مقدار پر صلح کریں، یا معاف کریں...جب کہ قاتل قتل کا منکر ہو اور وصی کے پاس ثبوت قتل پر گواہ نہ ہو۔

ورثہ کم مقدار پر صلح کریں، جب کہ قاتل کے قتل پر وصی کے پاس گواہ ہو۔

پہلی صورت میں معاف کرنا اور یا دیت سے کم مقدار پر صلح کرنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔

واضح رہے: بچے کا حق فوت کرنا ولی کے لیے درست نہیں ہے، تاہم دیت سے کم مقدار پر صلح کرنا درست ہے، البتہ بچے کا حق قاتل کے ذمہ برقرار رہے گا۔

علامہ شامی رحمہ اللہ بچے کو معتوہ پر قیاس کرتے ہوئے اس اختلاف کا حل یوں پیش فرماتے ہیں، جس میں یہ لکھا ہوا ہے، کہ اگر وصی نے قاتل معاف کیا، یا دیت سے کم مقدار پر صلح کی، تو اس کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ صلح سرے سے درست نہیں ہے، یا صلح درست ہے، البتہ معافی، یا مقدار کی کمی درست نہیں ہے۔ علامہؒ یوں رقمطراز ہے:

"اقول:عبر فی النهائیة وغیرها من شروح الهدایةبدل قوله :لم یصح الصلح لم یجز الحط ،وان قل وجب کمال الدیة.اھ.فافاد ان الصلح صح دون

الحط،ولذا وجب كمال الدية.....وبه يحصل التوفيق بين كلامهم.فماصرح به الكرخیؒ وافاده كلام الامام محمدؒ من صحة الصلح المراد به صحته بالالتزام تمام الدية،وهو المراد من قال:لم يجز الحط......فاغتنم هذالتحرير."

(۱۰/۱۸۱،کتاب الجنايات)

دوسری صورت میں دیت سے کم مقدار پر صلح درست ہے۔

قال فی" الشامية":

"افتی الحانوتی بصحة صلح وصی الصغير علی اقل من قدرالديةاذاكان القاتل منكرا ،ولم يقدر الوصی علی اثبات القتل قياسا علی المال .

لمافی العمادية:من ان الوصی اذا صالح عن حق الميت اوعن حق الصغير علی رجل ،فان كان مقرابالمال ،اوعليه بينة ،او قضیٰ به عليه ،لايجوز الصلح علی اقل الحق ،وان لم يكن كذلک يجوز .اھ."

(۱۰/۱۸۱،کتاب الجنايات)

"واتفق الفقهاء علی ان الصلح الصادرمن ولی الصغيراوالمجنون اومن الحاكم لايجوز علیٰ غيرمال ولاعلیٰ اقل من الدية لانه لايملک اسقاط حقه ولانه تصرف لامصلحة فيه للصغير.فان وقع الصلح علی اقل

من الدية صح عند المالكية والحنفية ،ووجب باقی الدية فی ذمة الجانی،ويرجع الصغير عند المالكية بعد

رشده علی القاتل فی حال ملاء ته ای يسره وغناه ."

(الفقه الاسلامی:۷/۵۶۹۷)

(الدرالمختار:۵/۳۸۲،بحواله الفقه الاسلامی:۷/۵۶۹۷)

<u>اگر ولی دیت سے کم مقدار پر صلح کی تو بچے بالغ ہونے کے بعد کس پر رجوع کرے؟</u>

کم مقدار پر صلح ہونے کی صورت میں بچہ جانی (قاتل) کی طرف رجوع کرے گا۔

"واتفق الفقهاء علی ان الصلح الصادرمن ولی الصغيراوالمجنون اومن الحاكم لايجوز علیٰ غيرمال ولاعلیٰ اقل من الدية لانه لايملک اسقاط حقه ولانه تصرف لامصلحة فيه للصغير.فان وقع الصلح

على اقل

من الدية صح عند المالكية والحنفية ،ووجب باقى الدية فى ذمة الجانى،ويرجع الصغير عند المالكية

بعد

رشده على القاتل فى حال ملاء ته اى يسره وغناه ."

(الفقه الاسلامى:۷/۷ ۵٦۹)

(الدرالمختار:۵/۳۸۲،بحواله الفقه الاسلامى:۷/۷ ۵٦۹)

<u>کیا دیت ہر حال میں عاقلہ کے ذمہ ہے؟</u>

عاقلہ ہی کے ذمے ہے،تاہم دورحاضر میں چونکہ تعاون اور باہمی ہمدردی کا فقدان ہےاورکوئی کسی کے لیے مالی قربانی دینے کو تیارنہیں ہے،بنابرایں علماء نے دیت قاتل کے ذمہ لازمی قراردیا ہے۔

"لکن فى القهستانى عن شرح الطحاوى:ان الدية على العاقلة فى الخطاء ومن ظن انها على القاطع فى الخطاء فقد اخطاء."

(الدرالمختار:۱۰/۵ ۲۱)

"لان الصواب ان الدية فى الخطاء على العاقلة."

(ردالمحتار:۱۰/۵ ۲۱)

"وبما ان نظام العشيرة قدزال،وبيت المال قدتغير نظامه واختلف النظام الاجتماعى عماكان عليه فى زمن العرب

وفقدت عصبيةالقبليةبعضهم لبعض،وصاركل امرىء معتمداعلى نفسه دون قبيلته كمافى النظام الحاضر،فان دية القتل الخطاء او شبه العمد اصبحت فى زماننا هذا واجبة فى مال الجانى وحده وقد نص عليه الحنفية."

(الفقه الاسلامى وادلته:۷/۲ ۵۷۳)

(الدرالمختار:۵/٦ ۴۵،بحواله الفقه الاسلامى :۷/۲ ۵۷۳)

"فان اصل الوجوب على القاتل وحيث لاعاقلةتتحمل عنه ولابيت مال يدفع منه يؤخذ ذلک من ماله.....

فظاهرالرواية مبنى على انتظام بيت المال والالزام اهدار دماء المسلمين."

(۳۳۲/۱۰)

”وعبارة المجتبیٰ:قلت:وفی زماننا بخوارزم لایکون الا فی مال الجانی الااذا کان من اهل القریة او
محلة یتناصرون
،لان العشائر فیها قد وهت ورحمة التناصر من بینهم قدرفعت ،وبیت المال قد انهدم نعم اسامی اهلها
مکتوبة فی
الدیوان الوفاومئات ،لکن لایتناصرون به فتعین ان یجب فی ماله.اه.“

(کتاب المعاقل،الشامیة:۳۳۲/۱۰)

<u>اگر قاتل غریب ہوتو دیت کا کیا حکم ہے؟</u>

اگر قاتل انتہائی غریب اور نادار ہو، دیت آدا کرنے پر قادر نہ ہو، جب کہ اسکیڈ نٹ حادثہ کی وجہ سے اس کے ذمہ کافی خون بھا آدا کرنا ہو،تو بہتر یہ ہے، کہ فریقین باہمی صلح پر اتفاق کرے،بصورت دیگر کپڑے بھی دے سکتا ہے،صاحبین کے قول کے مطابق فی دیت 200 سوٹ کپڑے دیدے۔ چنانچہ علامہ علی قاریؒ دیت کی حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”وعلی اهل الحلل ....مائتی حلة...قال ابن الملک:وهی ازار ورداء من ای نوع من انواع الثیاب .“

(کتاب الدیات:۵۸/۷)

قال فی” اعلاء السنن“:

”...ومعنی قول محمدؒ ان اباحنیفةؒ کان یاخذ من ذلک من الابل
والدراهم والدنانیر انه کان یاخذ علی وجة الاولویة ،ولیس معناه
انه لایاخذ بالبقرة والغنم والحلل اصلالان التقدیر بهاثا بت عن
النبیﷺ ،وعن عمر.“

(۱۵۱/۱۸)

اور قاتل کے بس میں یہ بھی نہ ہو، عاقلہ دینے کو تیار نہ ہوں اور بیت المال بھی نہ ہو،تو اس صورت میں دیت معاف ہے۔

واضح رہے:

عاقلہ پر دیت قاتل کے ساتھ رواداری اورحسن سلوک کی بنا پر ہے،حدیث میں صاف ذکر ہے، کہ اگر عاقلہ غریب ہو، دیت دینے سے قاصر ہوں،تو دیت معاف ہوگی۔ بنابرایں چونکہ اگر خود قاتل غریب اور نادار ہوتو اسے بھی دیت معاف

ہوگی۔

چنانچہ صاحب مشکوٰۃ ابوداؤداورنسائی شریف کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وعن عمران بن حصين :ان غلاما لاناس فقراء قطع اذن غلام لاناس اغنياء ،فاتی اهله النبیﷺ فقالوا: انا اناس فقراء ،فلم يجعل عليهم شيئا.

رواه ابو داؤد ،والنسائی.

حدیث کے متعلق علامہ قاری صاحبؒ لکھتے ہیں:

لان العاقلة انما تواسی عن وجد ،وسعة ،ولاشی ء علی الفقير منهم....

(مرقاة المفاتيح،كتاب الديات:٧/ ٢١ ،ط:مكتبه رشيديه)

فتح الباری شرح بخاری میں سوال کیا گیا ہے، کہ اگر قاتل کی دیت عاقلہ کے ذمہ ہو،تو آیت کریمہ﴿**ولاتزر وازرة وزراخرىٰ...**﴾ کا کیا مطلب ہے؟ جواب میں انہوں نے فرمایا: کہ عاقلہ کا حکم مذکورہ بالا آیت کریمہ سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ بسا اوقات قاتل غریب اور نادار ہوتا ہے،تو عاقلہ پر بوجھ نہ ڈالنے کی صورت میں مقتول کا خون رائیگاں ہوگا۔

"قلت: ويتحمل ان يكون السرفيه انه لوافردبالتغريم حتی يفتقر لآل الامرالی الاهدار بعدالافتقار ،فجعل علی عاقلته ،لان احتمال فقر الواحداكثر من احتمال فقرالجماعة...."

(صحيح البخاری ،بشرح فتح الباری،باب الديات)

<u>بس حادثہ میں سب سواریوں کے لیے الگ کفارہ ہے، یا تداخل کی بناپر ایک کفارہ ہوگا؟</u>

نیز اگر قاتل نے کفارہ آدا کرنے سے قبل دوسرے قتل خطا کا ارتکاب کیا تو الگ کفارہ دینا ہوگا.... یا دونوں کا ایک ہی کفارہ دینا پڑے گا؟

ایک مجلس میں ایک ہی کفارہ ہوگا اور اگر مجلس تبدیل ہوگئی ،تو ہر قتل کا جدا کفارہ دینا ہوگا۔

"وان طيب الاعضاء كلها،فان كان فی مجلس واحد،فعليه دم واحدلان جنس الجنايةواحد حظرهااحرام واحدمن جهةغير متقومة فيكفيه دم واحد،وان كان فی مجلسين مختلفين بان طيب كل عضو فی مجلس علی حدة ،فعليه لكل واحد دم فی قول ابی حنيفة وابی يوسف سواء ذبح للاول اولم يذبح، كفر للاول او لم يكفر."

(بدائع ،ص: ٢/ ٤١٦)

”ولو جامع قبل الوقوف بعرفة ثم جامع ،فانه ينظر ان كان فی مجلس واحد لایجب الا دم واحد وان كان فی مجلسین مختلفین فعلی كل واحد منهما دمان فی قول ابی حنیفة وابی یوسف رحمهما الله تعالیٰ.“

(بدائع ،ص: ۲/۲۱۶)

قتل عمد میں صلح کی نوعیت:

قتل عمد میں صلح دیت مقررہ سے کم اورزیادہ دنوں صورتوں میں درست ہے۔

”وصح فی الجنایة العمدمطلقا.“

(الدرالمختار: ۸/۴۱۴)

”.....فصالح احدهم علی اكثر من قدرالدیة ،جاز....“

(الشامیة،كتاب الصلح: ۸/۴۱۴)

قتل خطا میں صلح کی نوعیت:

قتل خطا میں دیت مقررہ سے زیادہ مقدار پرصلح کرنا درست نہیں ہے۔البتہ اگرایسی چیز پرصلح کرے جس کی مقدار شریعت میں مقرر نہ ہو(کسی مکان پرصلح ہو) تو اس میں کمی بیشی کے ساتھ صلح ہوسکتی ہے۔

”وفی الخطاء لاتصح الزیادة ،لان الدیة فی الخطاء مقدرة .“

(الشامیة،كتاب الصلح: ۸/۴۱۴)

”حتی لوصالح بغیر مقادیرها صح كیفا ماكان بشرط المجلس ،لئلایكون دینا بدین.“

(الشامیة: ۸/۴۱۴)

عورت یا بچے نے قتل خطا کیا:

اگرعورت یا بچہ قتل خطا کاارتکاب کریں،توعاقلہ کے ساتھ دیت آدا کرنے میں شریک ہوں گے۔

”امراۃ قتلت رجلا خطاء حتی وجبت علی عاقلتها ،هل یجب علیها شیء من تلك الدیة......والصحیح ان القاتل یشارك العاقلة،كان القاتل امرءۃ اوصبیا ،اومجنونا....“

(قاضیخان: ۳/۳۵۹)

”لان الحق علیه انما یجب علی العاقلةبطریق التحمل.....“

(قاضیخان:۳/۳۶۰)

"ودلت المسئلة علی ان الدية تجب اولا علی القاتل،ثم يقضی علی العاقلة بطريق التحمل."

(قاضیخان:۳/۳۶۰)

واللہ اعلم بالصواب۔

سید کلیم اللہ حرمزئی۔

دارالافتاء والقضاء: دارالعلوم حرمزی۔